جناب مولانا ارشاد الحق
ادارہ علوم اثریہ

قسط نمبر ۱۵

احسن الکلام

وہ مقامات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ امام ہیثمی حضرت فاطمہؓ سے مرفوعاً نقل فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"من تختم بالعقیق لم یزل یری خیرا رواہ الطبرانی فی الاوسط وعمرو بن الشرید لم یسمع من فاطمۃ وزہیر بن عباد الرؤسی وثقہ ابو حاتم وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح" (مجمع الزوائد ج ۵، ص ۱۵۴)

حالانکہ یہ روایت بواسطہ ابوبکر بن شعیب عن مالک عن عمرو بن شرید مروی ہے اور امام مالک سے روایت کرنے میں ابوبکر منفرد ہے۔ چنانچہ امام طبرانی اسی روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"لم یروہ عن مالک الا ابوبکر وتفرد بہ زہیر" (لسان المیزان، ج ۶، ص ۳۴۸)

اور محدثین نے اس کے موضوع ہونے کی صراحت کی ہے۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

"اما حدیث فاطمۃ ففی اسنادہ ابوبکر بن شعیب ولا تعرف اسمہ قال ابن حبان یروی عن مالک ما لیس من حدیثہ لا یحل الاحتجاج

بہ " (الموضوعات : ج ۳، ص ۵۸)

اسی طرح علامہ سیوطی نے اللآلی المصنوعہ ج ۲، ص ۲۷۱، علامہ شوکانی نے الفوائد المجموعہ ص ۴۹۱ اور علامہ محمد طاہر نے تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵۸ میں اسے ذکر کیا ہے اور علامہ ابن جوزی کی تائید کی ہے۔ علامہ ذہبی ابوبکر بن شعیب کے ترجمہ میں یہی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

" فما لک یدری من ھذا " (میزان الاعتدال ج ۴، ص ۴۹۹)

اور حافظ ابن حجر لسان المیزان میں فرماتے ہیں :

" ھذا کذب "

بایں صورت علامہ ہیثمی کا اس سند کے متعلق " رجالہ رجال الصحیح " کہنا محل نظر بلکہ قطعاً صحیح نہیں۔

۲۔ حضرت جابرؓ سے ایک روایت بایں الفاظ آتی ہیں :

" ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا ذلت العرب ذل الاسلام رواہ ابویعلی وفیہ محمد بن الخطاب البصری ضعفہ الازدی وغیرہ ووثقہ ابن حبان وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح " مجمع الزوائد ج ۱۰، ص ۵۳)

حالانکہ یہ روایت بھی صحیح نہیں۔ علامہ سیوطی نے " الجامع الصغیر " میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جس سے امام بخاری نے قطعاً کوئی روایت نہیں لی۔ البتہ امام مسلم نے متابعات و شواہد میں اس سے روایت لی ہے لیکن امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں :

" سمعت ابی یقول : ھذا الحدیث باطل لیس لہ اصل " (العلل ج ۲ ص ۳۷۰)

علامہ المناوی نے فیض القدیر ج ۱، صفحہ ۴۴۲ میں علامہ عراقی کی " القرب " سے اس روایت کی تصحیح نقل کی ہے اور پھر علامہ ہیثمی کی متابعت میں علامہ سیوطی سے اختلاف کرتے ہوئے اس کی تصحیح کی تائید کی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ان کی یہ رائے مبنی برحقیقت نہیں۔ علامہ البانی

نے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ میں اس روایت پر مفصل بحث کی ہے اور جہاں سند کے اعتبار سے اسے ضعیف اور ناقابل اعتبار ثابت کیا ہے۔ ساتھ ہی معنوی اعتبار سے بھی اس پر بڑی پر مغز بحث کی ہے چنانچہ وہ علامہ المناوی کی اس تصحیح کے متعلق فرماتے ہیں:

"قال الحافظ العراقی فی "محجۃ القرب فی فضل العرب" بعد ان ساق الحدیث من طریق ابی یعلیٰ عن منصور و محمد بن الخطاب بن جبیر بن حبۃ تقدم الکلام علیہ فی الباب الذی قبلہ وعلی بن زید بن جدعان مختلف فیہ و قد اخرج لہ مسلم فی المتابعات والشواھد، و ذکر فی الباب المشار الیہ ان محمد بن الخطاب زالت جہالۃ عینہ بروایۃ جماعۃ عنہ ذکرھم ولا یخفیٰ ان ذوال الجہالۃ الحال وعلی ھذا فکلام الحافظ المذکور یدل ان الحدیث ضعیف عندہ للعلتین اللتین ذکرھما فھذا الذی ذکرتہ انما یجعلنی اشک فی التصحیح الذی نقلہ المناوی عن العراقی والحق انہ ضعیف کما رمز لہ السیوطی"

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ رقم ۱۶۳، ج ۱، ق ۲، ص ۶۲)

یعنی حافظ عراقی نے "محجہ القرب فی فضل العرب" میں یہ روایت بطریق ابویعلیٰ عن منصور ذکر کی ہے اور کہا ہے کہ محمد بن خطاب پر اس سے پہلے باب میں کلام گذر چکا ہے اور علی بن زید بن جدعان مختلف فیہ ہے۔ امام مسلم نے اس سے متابعات و شواہد میں روایت لی ہے۔ اور جس باب کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اس میں کہتے ہیں کہ محمد بن خطاب کی جہالت عین تو اس سے متعدد راویوں کے روایت کرنے سے مرتفع ہو گئی ہے۔ لیکن یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اس سے جہالت حال مرتفع نہیں ہو جاتی، وہ بہر حال مجہول ہے۔

لہٰذا حافظ عراقی کا یہ کلام اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک دو وجوہ کی بنا پر ضعیف ہے اور اسی وجہ سے مجھے علامہ المناوی کی تصحیح پر شک ہے جو انہوں نے علامہ عراقی سے نقل کی ہے اور حق بات یہی ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ

علامہ سیوطی نے اشارہ کیا ہے۔

ممکن ہے کہ بعض اہل علم کے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہو کہ محمد بن الخطاب کو امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے لہذا جہالت عین کے ساتھ ساتھ جہالت حال بھی مرتفع ہو جاتی ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ امام ابن حبان مجہول کو ثقہ کہنے میں متساہل ہیں۔ جس کا اعتراف خود مولانا سرفراز صاحب نے احسن الکلام ج ۲ کے صفحہ ۹۲ میں کیا ہے۔ اس لئے ہم اس سلسلہ کو مزید طول دینا نہیں چاہتے۔ بہر حال المناوی سے اختلاف کیا جائے یہ نہیں البتہ اس بات سے مفر نہیں کہ علامہ ہیثمی کا اس سند کے متعلق "رجالہ رجال الصحیح" کہنا صحیح نہیں جبکہ علی بن زید سے امام بخاری نے قطعاً کوئی روایت نہیں لی۔ البتہ امام مسلم نے روایت لی ہے۔ لیکن وہ بھی متابعات وشواہد میں۔

۳۔ اسی طرح علامہ ہیثمی مجمع الزوائد ج ۱، صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث طبرانی الکبیر سے لائے ہیں جس کے متعلق فرماتے ہیں:

"فیہ روح بن صلاح وثقہ ابن حبان والحاکم وفیہ ضعف وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح"

کہ اس میں روح بن صلاح ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے ثقہ کہا ہے البتہ اس میں کچھ ضعف ہے۔ اور باقی راوی الصحیح کے راوی ہیں۔ حالانکہ یہ روایت بھی ضعیف ہے اور اس کے متعلق "رجالہ رجال الصحیح" کہنا محل نظر ہے۔

امام ابو نعیم نے امام طبرانی ہی کے واسطہ سے یہ روایت "حلیۃ الاولیاء" ص ۱۲۱ ج ۲ میں نقل کی ہے۔ جس میں اولاً وہی روح بن صلاح ہے جسے ابن عدی، دار قطنی اور ابن ماکولا وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ ثانیاً اس میں احمد بن حماد بن رغبۃ ہے جس سے امام بخاری تو کیا، امام مسلم نے بھی کوئی روایت نہیں لی بلکہ اصحاب السنن میں سے بھی صرف امام نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔ وہ اگرچہ صدوق ہے لیکن "رجالہ رجال الصحیح" کا فیصلہ بہر حال صحیح نہیں۔

۴۔ باب فیمن لم یحسن الوضوء" کے تحت مسند احمد سے بواسطہ ابو روح الکلاعی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه احمد عن ابی روح نفسه ورواه النسائی عن ابی روح عن رجل ورجال احمد رجال الصحیح" (مجمع الزوائد ج۱، ص۲۴۱)

لیکن یہاں بہ چند وجوہ کلام ہے۔

۱۔ علامہ ہیثمی سے ابوروح کو صحابی خیال کرنے میں غلطی سرزد ہوئی ہے، وہ صحابی نہیں تابعی ہیں، چنانچہ حافظ فرماتے ہیں:

"شبیب بن نعیم ابو روح ثقة من الثالثة اخطأ من عده فی الصحابة"

(تقریب، ص۲۱۲)

مزید یہ کہ علامہ ابن عبدالبر کا درج ذیل کلام بھی اس پر شاہد ہے کہ یہ روایت بواسطہ ابوروح عن رجل ہے اور ابوروح صحابی نہیں ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

"الاغر الغفاری روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سمعہ یقرأ فی الفجر بالروم ولم یروعنہ الا شبیب ابو روح وحدہ"

(الاستیعاب ج۱، ص۷۵)

۲۔ نسائی کے علاوہ مسند احمد ص۴۷۱ ج۳ ہی میں یہ روایت بواسطہ شبیب عن رجل مروی ہے جیسے مولانا صفدر صاحب نے بھی احسن الکلام ج۱، ص۲۳۰ میں نقل کیا ہے۔

لہذا علامہ ہیثمی کا یہ کہنا کہ یہ روایت نسائی میں بواسطہ عن رجل ہے اور مسند میں شبیب ابو روح براہ راست اسے روایت کرتے ہیں، محل تعجب ہے اور اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ انکا "رجالہ رجال الصحیح" کہنا بھی صحیح نہیں جبکہ ابورافع سے امام بخاری "الصحیح" میں کوئی روایت نہیں لائے۔

لگے ہاتھوں ایسے ہی سہو کی ایک اور مثال سن لیجئے۔

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بول و براز کے وقت قبلہ رخ نہیں ہونا چاہیئے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

"انا اول من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یبولن احدکم مستقبل القبلة وانا اول من حدث الناس بذلک"

یہ روایت علاوہ مسند احمد کے ابن ماجہ اور ابن حبان میں بھی قریباً انہی الفاظ سے مروی ہے۔ امام احمد نے اسے چھ سندوں سے بیان کیا ہے۔ بعض اسانید میں ابن لہیعہ واقع ہوا ہے۔ لیکن اس کی متابعت دوسرے طریق سے خود مسند ہی میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو، مسند ج ۴، ص۱۹۰۔

قابل ملاحظہ بات یہ ہے کہ علامہ ہیثمی نے مسند احمد سے جو روایت اس باب میں نقل کی ہے اس کے الفاظ ہیں:

"رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبول مستقبل القبلۃ وانا اول من حدث الناس بذالک۔ قلت روی لہ ابن ماجہ انہ اول من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن ذالک وھذا یدل علی النسخ۔ رواہ احمد وفیہ ابن لھیعۃ وھو ضعیف" (مجمع الزوائد ج ۱، ص ۲۰۵، ۲۰۶)

حالانکہ مسند احمد میں عبد اللہ بن حارث کی مسند میں یہ الفاظ موجود نہیں، مسند کیا، احادیث کی متداول کتب میں عبد اللہ بن حارث سے یہ الفاظ ہماری نظر سے نہیں گزرے، وفوق ذی کل علم علیم!

مزید تعجب انگیز بات یہ کہ ابن ماجہ سے جو الفاظ علامہ ہیثمی نے نقل کئے ہیں، وہی مسند احمد میں مذکور ہیں۔ انہیں نظر انداز کر دینے کی کوئی معقول وجہ ہمیں نظر نہیں آتی۔ یہاں تسلیم کرنا ہوگا کہ علامہ موصوف سے سہو ہوا یا حضرت جابرؓ کی روایت سے اختلاط ہو گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس پر مستزاد یہ کہ یہاں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں:

"ابن لھیعۃ وھو ضعیف"

لیکن مجمع الزوائد ج ۱، ص۱۵۵ اور ج ۵، ص۱۰۰ میں ابن لہیعۃ کو حسن الحدیث قرار دیتے ہیں۔

الغرض یہ چند مثالیں ہم نے صرف "رجالہ رجال الصحیح" کے متعلق ذکر کی ہیں۔ ورنہ اس سلسلہ میں متعدد روایات تتبع تلاش سے مل سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا قول "رجالہ موثقون" اسی طرح دیگر روایات پر بھی کلام خاصا بحث طلب ہے جس کی تفصیل کا یہ

موقع نہیں۔

جن بزرگوں نے مجمع الزوائد کا مطالعہ گہری نظر سے کیا ہے یا وہ کتاب کو ناقدانہ طریق پر پڑھنے اور دیکھنے کے عادی ہیں، وہ یقیناً ہماری تائید کریں گے۔ بلکہ اس بات کا شکوہ تو ان کے شاگرد رشید حافظ ابن حجر کو بھی تھا۔ انہوں نے مجمع الزوائد کا تتبع کیا اور علامہ ہیثمی کے اوہام جمع کرنے کی کوشش کی لیکن جب اس کا علم علامہ ہیثمی کو ہوا تو وہ ناراض ہو گئے، جس کی بنا پر انہیں یہ کام چھوڑنا پڑا۔ چنانچہ علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

"قال ابن حجر انه تتبع اوهامه فی مجمع الزوائد فبلغه فترك التتبع" (البدر الطالع ج ۱ ص ۴۴۲)

اے کاش علامہ ہیثمی اس تنقید کو برداشت کرتے اور حافظ ابن حجر اس علمی کام کو پورا کر جاتے تاکہ وہ حضرات جو تحقیق سے زیادہ تقلید پر اعتماد کرتے ہیں، اس غلط فہمی سے بچ جاتے جس میں مولانا صفدر صاحب مبتلا ہیں۔

ہماری ان گزارشات سے ناظرین کرام نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ ابن بجینۃ کی یہ روایت واقعۃً حضرت ابوہریرہؓ ہی کی روایت ہے جیسا کہ محدثین نے صراحت کی ہے اور مولانا صفدر صاحب نے اسے علیحدہ روایت شمار کرنے میں پے در پے ٹھوکریں کھائی ہیں بلکہ حقائق کو دجل و فریب کے سیاہ پردہ میں چھپانے کی کوشش کی ہے یا پھر اپنی کم علمی کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ (باقی آئندہ۔ ان شاء اللہ)